OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 2 (April-June 2022)

امام طحاوی کے شرح معانی الا آثار: ایک مطالعہ
A Study of *Sharh Ma'ānī al-Āthār* of Imam *Tahāvī*

Dr. Aijaz Ali Khoso
Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences, Bhitshah, Sindh, Pakistan
Dr. Naseem Akhter
Associate Professor/Chairperson, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Dr. Muneer Ahmed
Head Department of Islamic Education Alhamd Islamic University Islamabad, Pakistan

Abstract

The Book" *Sharh Ma'ānī al-Āthār* by Imam *al-Tahāvī* Abu Jafer Ahmad bin Muhammad *al-Tahāvī* has high rank among the Hadith books. It's one of the most authorized book of "Hanfi School of Thought". Its method is scientific and its way of arguments is rational. It presents the corpus of Hanfi School of thought in its proved and preferred form and makes an organic link with the other school of thought. The basic reason for its popularity is the reliability of its statement Nazer . This article aims to throw light on introduction of the book in concise and precise manner as well as the scholarly contribution of the author has been discussed in detail. After understanding of this book, readers will be able to have grip on the way of argument of jurists and their method of " Nazer"

Keywords: *Tahāvī*, Analysis, Hadith, thought

تمہید

امام ابو جعفر طحاوی تیسری صدی کے عظیم محدث اور بے بدل فقیہہ تھے- محدثین اور فقہاء کے طبقات میں ان کا یکسر شمار کیا جاتا ہے-سلف صالحین میں ایسے جامع حضرات کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں جو عقیدہ، حدیث اور فقہ تینوں شعبوں میں سند کی حیثیت رکھتے ہوں- متکلمین ان کو صاحب منہج کہتے ہیں محدثین ان کو حافظ اور امام کہتے ہیں اور فقہاء ان کو مجتہد قرار دیتے ہیں ، زیر نظر مقالے میں ان کے علمی زندگی اور ان کی شہرہ آفاق کتاب شرح معانی الآثار میں ان کے منہج واسلوب پر تحقیقی انداز سے تجزیہ پیش خدمت ہے۔

مولف کے مختصر احوال و آثار

آپ کا نام ابو جعفر احمد بن سلامہ بن سلمہ بن سلیم ازدی حجری طحاوی ہے۔ آپ وادی نیل کے کنارے مصر کے قریہ "طحاء" کے رہنے والے تھے۔ جس کیوجہ سے آپ کو "طحاوی" کہتے ہیں۔خاندانی تعلق قبیلہ "ازد" سے ہے جو "قبیلہ حجر" کی شاخ ہے اس وجہ سے آپ کو "حجری" اور "ازدی" کہتے ہیں۔[1] آپ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے ایک کے قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۲۳۹ھ بمطابق ۸۵۳ء میں ہوئی۔ دوسرے قول کے مطابق آپ ۲۲۹ھ بمطابق ۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ دوسرا قول مشہور ہے لیکن محقق ومرجح پہلا قول ہی ہے۔[2]

تحصیل علم

آپ نے تعلیم کی ابتداء اپنے ماموں ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی سے حاصل کی اور تیرہ سال کی عمر میں ان سے مسند شافعی کی سماعت کی۔ پھر تیس سال کی عمر میں آپ نے شام وفلسطین کا سفر کر کے وہاں کے علماء اور مشائخ سے علمی استفادہ کیا۔ دمشق میں ابو حازم عبد الحمید حنفی اور پھر وہاں سے واپسی کے بعد مصر میں قاضی القضاۃ محمد بن عبدہ اور اس کے بعد قاضی القضاۃ ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفی سے علمی وفقہی تشنگی سیراب کی۔[3]

فقہی مسلک

شروع میں آپ شافعی مسلک کے متبع تھے لیکن جب دیکھا کہ ماموں احناف کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے دل میں فقہ حنفی سے محبت پیدا ہوئی اور پھر فقہائے احناف سے استفادہ کیا۔ آپ نے مجتہدانہ بصیرت اور مکمل شرح صدر کے بعد آپ نے حنفی مذہب اختیار کیا اور حنفی مسلک کے ائمہ میں شمار ہونے لگے۔ بعض حضرات نے آپ کو طبقہ اولیٰ (مجتہد مطلق) میں شامل کیا ہے کیونکہ کئی مقامات پر آپ نے مسائل میں اصول وفروع کے اعتبار سے صاحب مذہب کی مخالفت کی ہے اور یہی مجتہد منتسب کی شان ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے آپ کو طبقہ ثانیہ میں امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کا ہم پلہ قرار دیا جب کہ علامہ شامیؒ و ملا علی قاریؒ کے نزدیک آپ طبقہ ثالثہ میں شمار ہوتے ہیں۔[4]

امام طحاویؒ کا علمی مقام

شیخ ابو اسحاق فرماتے ہیں: انتهىٰ رئاسة أصحا ب ابا حنيفة بمصر[5] آپ پر مصر اصحاب ابو حنیفہ کی سیادت ختم ہو گئی تھی۔
ابن عبد البر المالکی لکھتے ہیں: وكان منأعلمائنا سيرالقوم وأخبارهم؛لأنه كان كوفيالمذهب وكان عالمابجميع مذاهب الفقهاءرحمه الله[6] آپ اپنی قوم کے حالات اور اخبار میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ کوفی المذہب تھے اور فقہاء کے تمام مذہب کے عالم تھے۔ اللہ کی رحمت ان پر نازل ہو۔ علامہ سیوطی اپنی کتاب "حسن المحاضر فی اخبار مصر

والقاہرہ" میں لکھتے ہیں:وکان ثقة ثبتاًفقیہاًلم یخلف بعدہ مثلہ[7] اور آپ ایک مضبوط،فقیہہ تھے آپ کے بعد آپ جیسی کوئی مثال نہیں ملتی ۔امام ذہبی فرماتے ہیں:فہذاالإمام عالم جید ،وسعة معارف ھو برع فی الفقه والحدیث،وصنف التصانیف البدیعة،والکتب المفیدة[8] فقہ اور حدیث میں اونچا مقام رکھتے تھے۔اور مختلف کتب بدیعہ اور مفیدہ تصینف فرمائیں۔

امام طحاویؒ کے اساتذہ

آپ کے اساتذہ اور شیوخ میں تقریباًایک سو بیالیس لوگ ہیں۔جن میں عرب اور حجاز کے تقریباًتمام اساتذہ شامل ہیں ان میں سے چند مشہور کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔اسماعیل بن یحیی مزنی شافعی

۲۔محمد بن سلامہ طحاوی

۳۔ابراہیم بن داود ضریس برلسی

۴۔ابراہیم بن مرزدق بصری

۵۔ابوجعفر قاضی احمد بن عمران حنفی

۶۔احمد بن شعیب النسائی

۷۔قاضی القضاۃ ابو حازم عبد الحمید حنفی دمشقی

۸۔قاضی ابو بکر بکار بن قتیبہ بکراوی

۹۔سلیمان بن شعیب بن سلیمان کیسانی

۱۰۔محمد بن خزیمہ بن راشد بصری

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی بھی ایک کثیر تعداد ہے۔جن میں سے مشہور یہ ہیں

۱۔ابن الحسنات احمد بن قاسم بغدادی(استاد دار قطنی)

۲۔قاضی ابن ابی العوام

۳۔حافظ حسین بن احمد عرف شماخی(استاد حاکم)

۴۔ابو محمد حسن بن قاسم مصری

۵۔احمد بن محمد دامغانی

۶۔قاضی عبد العزیز بن محمد تمیمی جوہری

۷۔ابوالحسن علی بن احمد طحاوی

۸۔ابو بکر محمد بن جعفر بغدادی

۹۔ہشام بن محمد

۱۰۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی)صاحب المعجم[9]

تصنیفات

آپ کو فن جرح وتعدیل واسماء الرجال میں بھی نمایاں مقام حاصل تھا۔ چنانچہ فن مذکور میں بھی آپ نے مستقل کتابیں تصنیف کیں جیسے تاریخ کبیر، نقض المدلسین اور کتاب النسب وغیر۔ فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ مایہ ناز محدث بھی تھے اور آپ کی متعلقہ تصنیف "شرح معانی الآثار" آپ کے محدث اور فقیہہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ ،اختلاف العلماء، شروط روایت وغیرہ مختلف موضوعات پر تقریباً ۸۰ کتابیں تصینف اور تالیف کی ہیں۔ جن میں طحاوی شریف کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ علاوہ ازیں چند مشہور تصنیفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مشکل الآثار

۲۔ احکام القرآن

۳۔ اختلاف العلماء

۴۔ تاریخ کبیر

۵۔ شرح جامع کبیر

۶ شرح جامع صغیر

۷۔ شرح معانی الآثار

۸۔ سنن شافعی

۹۔ شرح مغنی

۱۰۔ عقیدۃ الطحاوی

وفات: آپ باتفاق مورخین ۳۲۱ھ بمطابق ۹۳۴ء اس دار فانی سے جوار رحمت رب تعالیٰ کی طرف کوچ کر گئے اور مصر کے قبرستان "فراقہ" میں امام شافعی کے مزار کے سامنے آپ کی تدفین ہوئی۔[10]

شرح معانی الا آثار کے منہج واسلوب کا مطالعہ

فقہاء و محدثین کی صف میں امام طحاویؒ کا بہت بڑا مقام ہے۔ امام موصوف کو فقہ اور حدیث میں جو نمایاں مقام حاصل تھا۔ وہ بہت ہی کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ امام موصوف کی تصنیفات بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ان کی کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب "شرح معانی الآثار" ہے۔ شرح معانی الآثار کا موضوع فقہی مسائل پر بحث کرنا اور حنفی نکتہ نظر کو بیان کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ روایات کو جمع کرنا اور ان کے درمیان حل اور تطبیق پیدا کرنا ہے۔ اور امام طحاوی کا سب سے انوکھا اور منفرد طرز ان عقلی اور نقلی دلائل کو سامنے رکھ کر محققانہ انداز میں "نظر" قائم کرتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ایک جانب میں ترجیح قائم کرتے ہیں۔

منفرد علمی اسلوب

امام طحاویؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم وحدیث کا جو ملکہ اور استعداد عطا فرمائی تھی وہ بے مثال تھی۔ ناسخ و منسوخ کا علم، حدیث کا جو ملکہ اور استعداد عطا فرمائی تھی وہ بے مثال تھی۔ ناسخ و منسوخ کا علم، تطبیق بین الرویات اور ترجیح راجح کے باب میں وہ امام و مقتدیٰ تھے۔ امام طحاویؒ کی کتاب "شرح معانی الآثار" اس بات پر شاہد عدل ہے۔ امام طحاویؒ اپنی اس کتاب میں وہ منفرد طریقہ ترجیح

اپناتے ہیں۔ جس کے وہ خود موجد ہیں اور ان سے پہلے کسی کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکی۔ طحاوی شریف کے امتیازی خصائص ۔س کتاب کے مقدمہ میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔ "سألنی بعض اصحابنا من اھل العلم ان اضع لہ کتابا اذکر فیہ الآثار الماثورہ عن رسول اللہ ﷺ فی الاحکام" الخ۔ اس پوری عبارت میں وہ کئی باتوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

1۔ انکی کتاب صرف احادیث احکام پر مشتمل ہو گی۔

2۔ اسمیں حدیثِ مرفوع، موقوف، آثارِ صحابہ کا تذکرہ ہو گا۔

3۔ فقہاء کے اختلافات اور اُنکے متدلات کا بھی تذکرہ ہو گا۔

4۔ کتاب اللہ، سُنت، اجماع، صحابہ و تابعین کے آثارِ متواترہ کے ذریعے ترجیح راجح کا اہتمام ہو گا۔

5۔ ناسخ و منسوخ کا تعین کر کے احادیث کے ظاہری تضاد کو رفع کیا جائیگا۔

بسا اوقات روایات میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ روایت بالمعنی اور اختصار کے سبب بھی روایات میں اختلاف آجاتا ہے۔ اسلئے جب تک اس باب سے متعلق تمام احادیث صحابہ کرام و تابعین اور فقہا کی آراء سامنے ہوں تو پورا اطمنیان حاصل نہ ہو سکے گا۔ آصاحب طحاوی کا منہج و طرز اسلوب: امام طحاویؒ مسئلہ کی مناسبت سے یوں عنوان قائم کرتے ہیں۔ "باب حکم الاذنین فی وضوء الصلاۃ" یہ باب نماز کے وضوء میں کانوں کے مسح سے متعلق ہے۔ اس باب میں کانوں کے مسح سے متعلق فقہاء کرام کے دو مذاہب مشہور ہیں۔ امام عامر شعبی اور حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ کانوں کے اگلے حصے کو چہرے کیساتھ دھویا جائیگا اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔ جمہور ائمہ اربعہ کے نزدیک کان کے دونوں حصوں کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔ امام عامر شعبی اور حسن بن صالح نے بطور دلیل کے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث ذکر کی۔ اس کے مختصر الفاظ یہ ہیں: ثم ألقم إبهاميه أي جعل إبهاميه في الأذنين كاللقمة في الفم ما أقبل من أذنيه[11] پھر آپ ﷺ نے دونوں انگھوٹوں کو کانوں کے اندرونی حصہ میں ڈال کر دھویا اور سر کا مسح کیا اور کانوں کے ظاہری حصہ کو دھویا۔ امام طحاوی اپنے اسلوب کے مطابق اس حدیث سے معلوم ہونے والے حکم کو اس طرح بیان کرتے ہیں: فذهب قوم إلى هذا الأثر , فقالوا: ما أقبل من الأذنين فحكمه حكم الوجه، يغسل مع الوجه , وما أدبر منهما فحكمه حكم الرأس، يمسح مع الرأس.[12] امام طحاوی عام طور پر فقہاء کرام کے مذاہب کو نقل کرنے میں " فذہب قوم " کی اصطلاح استعمال فرماتے ہیں۔ اور اس سے متعلقہ مسئلہ میں مختلف ائمہ کے مذاہب کیطرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ "وخالفھمفیذلکآخرون۔ اس عبارت سے دوسرے فریق کے مذہب کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ آگے اس عبارت میں آئمہ اربعہ کا مذھب بیان کیا ہے۔ اور اس میں تین احادیث بطور دلیل کے بیان کی ہیں۔

- عن عثمان بن عفان أنه توضأ فمسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما , وقال: هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ
- عن ابن عباس ان رسول اللهﷺتوضا فمسح برأس هواذنيه
- عن ابي امامةالباهليانرسولاللهﷺتوضافمسح اذنيه مع الراس وقال الاذنان من الراس[13]

استدلال: ان احادیث میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر کے ساتھ کانوں کے دونوں حصوں کا مسح کیا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ مسح کے بارے میں کان سر کے تابع ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کان کے دونوں حصوں کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔

امام طحاوی اور نظر طحاوی

چنانچہ امام طحاوی رقمطراز ہیں:وأما من طريق النظر , فإنا قد رأيناهم لا يختلفون أن المحرمة ليس لها أن تغطي وجهها ولها أن تغطي رأسها[14] امام طحاویؒ نظر و فکر کے تحت عقلی دلیل پیش فرمارہے ہیں کہ جو عورت حج کیلئے احرام باندھ لے اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ چہرے کو کھلا رکھے اور سر ڈھانکے رکھے اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سر کے ساتھ دونوں کانوں کو ڈھانپ لینا واجب ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دونوں کانوں کا حکم سر کے حکم میں داخل ہے۔ لہذا حکم مسح کے اندر بھی دونوں کانوں کا حکم سر کے حکم میں ہو کر کانوں کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں پر مسح کرنا لازمی اور ضروری ہو گا۔اور پھر ایک اور نظر پیش مذکورہ بالا مسئلہ میں پیش فرمارہے ہیں۔فحكمه حكم الوجه، يغسل مع الوجه , وما أدبر منهما فحكمه حكم الرأس، يمسح مع الرأس. وخالفهم في ذلك آخرون، فقالوا: الأذنان من الرأس، يمسح مقدمهما ومؤخرهما مع الرأس[15] دوسری نظر کو امام طحاویؒ "حجۃ اخریٰ" کے عنوان سے ذکر کر رہے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ علما کرام کا اتفاق ہے کہ کان کے پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔ البتہ اختلاف کان کے اگلے حصے میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اعضاء وضو میں جن کا وظیفہ "غسل" ہے وہ سارے مغسول ہیں جیسے چہرہ، ہاتھ وغیرہ اور جن کا وظیفہ مسح ہے وہ مکمل ممسوح ہے جیسے سر۔ ان پر نظر و قیاس یہ ہے کہ جب کانوں کے پچھلے حصہ کا بالاتفاق مسح ہے تو اگلے حصہ پر بھی مسح کا حکم ہونا چاہئے تاکہ کان کے دونوں حصوں کا وظیفہ) مسح) ایک ہو جائے۔ باب سور الھرۃ: امام طحاوی نے یہ دوسرا باب قائم کیا ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک ہے۔ امام طحاویؒ اپنے منہج کے مطابق اس باب کے شروع میں ان احادیث کو بیان فرمارہے ہیں جن سے فریقِ اول دلیل اخذ کرتے ہیں۔ پہلا قول: امام شافعیؒ، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے جس کو امام طحاوی یوں بیان فرمارہے ہیں!"فذهب قوم الى هذه الآثار فلم يرواالسور الهرة با سا وممن ذهب الى ذالک ابو یو سف و محمد[16] دلیل:"فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: « إنها ليست بنجس , إنها من الطوافين عليكم أو الطوافات[17] استدلال:اس حدیث میں تفریع ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا""انھا لیست بنجس اور حضرت ابو اقتادہؓ نے اس سے یہ مراد لیا ہے کہ بلی کا جھوٹا نجس نہیں بلکہ پاک ہے۔ "وخالفھمفیذالکاآخرونفکرھوہ امام ابوحنفیہؒ کے نزدیک سُور ہرہ مکروہ ہے۔كان من الحجة لهم على أهل المقالة الأولى , أن حديث مالك عن إسحاق بن عبد الله , لا حجة لكم فيه من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم على أنها ليست بنجس[18] قائلینِ عدم طہارت کی جانب سے قائلین طہارت کو یہ جواب دیا ہے کہ "انھا لیست بنجس "کا دوسرا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ کہ "انھا بحسب وھو دھافی البیوت و مماستھا الثیاب لیس بنجس "یعنی گھر میں موجود ہونے اور کپڑوں کے ساتھ لگنے سے گھر کی چیزیں اور کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ اور جب دونوں احتمال موجود ہیں تو "اذ اجاء الاحتمال بطل الاستدلال "کے اصول کے مطابق اس حدیث سے بلی کے جھوٹے کے ناپاک ہونے پر استدلال درست نہیں ۔وقد رأينا الكلاب كونها في المنازل غير مكروہ۔ اس دوسرے احتمال کی نظیر علامہ طحاویؒ نے یوں بیان فرمائی کہ "کتے کا گھر میں موجود ہونا مکروہ نہیں اور اس سے مکان ناپاک نہیں ہوتا البتہ اسکا جھوٹا مکروہ اور ناپاک ہے۔ اسی طرح حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ بلی کا ظاہری جسم ناپاک نہیں مگر اس کا جھوٹا ناپاک اور مکروہ ہے۔

احناف کے دلائل

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «طهور الإناء إذا ولغ فيه الهر أن يغسل مرة أو مرتين»[19] استدلال: اس حدیث میں "طهور الاناء" کا لفظ آیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بلی کا جھوٹ ناپاک ہے کیونکہ پاک کرنا اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ پہلے سے ناپاک ہو ورنہ پاک کرنے کے لیے ایک یا دو مرتبہ دھونے کی ضرورت نہ تھی۔ ان ابن عمر « أنه كان لا يتوضأ بفضل الكلب والهر، وما سوى ذلك فليس به بأس »[20] استدلال: اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بلی اور کتے کے جھوٹے سے وضو نہیں کرتے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتے کی طرح بلی کا جھوٹا بھی ناپاک اور مکروہ ہے۔ صاحب کتاب نے اجلہ تابعین کے فتاوٰی کو اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حضرت سعید بن میسب، یحییٰ بن سعید، حسن بصری۔ ان حضرات کا متفقہ فتوٰی ہے کہ بلی کا جھوٹا ناپاک ہے۔ برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے اور بلی کے جھوٹے سے وضو نہ کیا جائے۔[21]

نظر طحاوی

وقد شد هذا القول النظر الصحيح , وذلك أنا رأينا اللحمان على أربعة أوجه، فمنها لحم طاهر مأكول , وهو لحم الإبل والبقر والغنم , فسؤر ذلك كله طاهر , لأنه ماس لحما طاهرا. ومنها لحم طاهر غير مأكول وهو لحم بني آدم وسؤرهم طاهر , لأنه ماس لحما طاهرا. ومنها لحم حرام , وهو لحم الخنزير والكلب , فسؤر ذلك حرام , لأنه ماس لحما حراما. فكان حكم ما ماس هذه اللحمان الثلاثة كما ذكرنا , يكون حكمه حكمها في الطهارة والتحريم. ومن اللحمان أيضا لحم قد نهي عن أكله , وهو لحم الحمر الأهلية وكل ذي ناب من السباع أيضا. ومن ذلك السنور وما أشبهه , فكان ذلك منهيا عنه , ممنوعا من أكل لحمه بالسنة. وكان في النظر أيضا سؤر ذلك حكمه حكم لحمه , لأنه ماس لحما مكروها , فصار حكمه حكمه كما صار حكم ما ماس اللحمان الثلاث الأول حكمها. فثبت بذلك كراهة سؤر السنور , فبهذا نأخذ , وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه[22] یہاں سے امام طحاویؒ اپنے منہج کے موافق اس "نظر" کو بیان فرما رہے ہیں۔ جو عقل اور نقل کے مطابق ہے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ سُور گوشت کے تابع ہوا کرتا ہے اگر گوشت پاک ہو تو سور بھی پاک کیونکہ سُور گوشت سے مس کرتا ہوا نکلتا ہے اور اگر گوشت ناپاک ہے تو سُور بھی ناپاک ہو گا۔۔ اس اصول کے تحت گوشت کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم جو طاہر ماکول ہے جیسے اونٹ، گائے، بکری کا گوشت ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ کیونکہ سور پاک گوشت سے ملتا ہوا آتا ہے۔ دوسری قسم جو طاہر ہے لیکن ماکول نہیں ہے یعنی اس کا کھانا حرام ہے جیسے بنی آدم کا گوشت، انسان کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ لحم طاہر سے مس کرتا ہے۔ تیسری قسم لحم نجس حرام جیسے خنزیر کا گوشت ان کا سور بھی ناپاک ہے اسلئے کہ لحم نجس سے مس کرتا ہے۔ ان تینوں قسموں کے جانوروں کے سور کا حکم ان کے گوشت کے تابع ہو گا۔ چوتھی قسم وہ گوشت ہے جس کے کھانے سے حدیث میں نہی وارد ہوئی ہے جیسے گدھے، داڑھ والے درندوں، بلی اور پنجے والے شکاری پرندوں کا گوشت۔ ان کے جھوٹے میں اختلاف ہے۔ پہلی تین قسموں پر نظر اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے ان تین قسموں کا جھوٹا حلت اور حرمت نجس و طاہر ہونے میں گوشت کا تابع ہے۔ تو چوتھی قسم کا جھوٹا بھی گوشت کے تابع ہو گا طہارت اور نجاست میں بلی کے جھوٹے کا حکم بھی وہی ہونا چاہیے جو اس کے گوشت کا ہے اور بلی کا گوشت چونکہ مکروہ ہے اس لیے اس کا جھوٹا (سُور) بھی مکروہ ہو گا۔

بلی کے جھوٹے میں احناف کا باہمی اختلاف

امام طحاویؒ نے فرمایا کہ بلی کا جھوٹا مکروہ تحریمی ہے۔اس کے گوشت کے ناپاک ہونے کی وجہ سے۔اور اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ درندوں کے زیادہ قریب ہے اس وجہ سے یہ مکروہ تحریمی ہے۔اس لئے کراہت کا موجب ایک لازمی عنصر ہے عارضی نہیں ہے۔امام کرخی کا قول یہ ہے کہ اس کا جھوٹا مکروہ ہے۔اس لئے کہ نجاست کے ساتھ نہیں ملتا اور یہ دلیل مکروہ تنزیہی کی ہے۔اور یہ زیادہ اصح اور اقرب الی موافقت الحدیث ہے۔[23]باب الرجل یدخل المسجد یوم الجمۃ والامام یخطب :اس باب کے تحت امام طحاوی یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ جب خطبہ جمعہ کے درمیان کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو اس کے لیے اسی وقت دو رکعت پڑھنا کیسا ہے؟امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کے ہاں اثنائے خطبہ آنے والا پہلے دو رکعت نفل پڑھے۔امام ابو حنفیہ امام مالک کے ہاں اثناء خطبہ آنے والے کے لیے دو رکعت نفل پڑھنا درست نہیں ہے۔یہی لوگ کتاب میں "خالفھم فی ذالک آخرون" کا مصداق ہیں۔

امام شافعیؒ وامام احمد بن حنبل کی دلیل

عن جابر رضي الله عنه , قال: «جاء سليك الغطفاني في يوم الجمعة , ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر, فقعد سليك قبل أن يصلي , فقال له النبي صلى الله عليه وسلم» أركعت ركعتين " قال: لا قال: «قم فاركعهما»[24]حضرت سلیک غطفانیؓ اس وقت تشریف لائے جب حضور ﷺ مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور وہ خطبہ سننے کے لیے بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھی ہے؟انہوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ اثناء خطبہ دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم فرمایا اور حکم عام فرمایا کہ جب دورانِ خطبہ کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ دو رکعات پڑھ لیا کرے پھر بیٹھے۔وكان من الحجةله انه قديجوز[25]امام طحاوی نے فریق مخالف کے استدلال کا ایک جواب یہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ حضور پاک ﷺ نے حضرت سُلیکؓ کے حاضر ہونے پر سلسلہ خطبہ بند کر دیا ہو اور لوگوں کو یہ تعلیم دی ہو کہ جب مسجد میں داخل ہو جاؤ تو کیا کرنا چاہیے۔"ويجوز ایضاً ان يكون بنى على خطبته هوكان ذالک قبل ان ينسخ الكلام[26]حضرت سُلیک والا واقعہ اس وقت کا ہے جب اثنا خطبہ اور اثناء صلاۃ کلام کرنا جائز تھا اور بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اس لیے اس واقعہ سے استدلال درست نہیں ہو سکتا۔"لقد تواتر الروايات -عن ابى هريرة ان رسول الله قالاذاقلت لصاحبک انصت و الامام يخطب فقد لغوت[27]اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے۔کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بوقت خطبہ کس دوسرے سے یوں کہے کہ چپ رہو اس نے بھی لغو حرکت کی۔جب حاضرین میں سے کسی کا دوسرے سے چپ رہنے کی تلقین کرنا لغو اور ممنوع ہے تو امام کا بھی کسی کو نفل نماز جو واجب نہیں ہے اس کی تلقین کرنا لغو اور ممنوع ہو گا۔لہذا حضور پاک ﷺ کا حضرت سُلیک کو نماز کا حکم کرنا کسی اور وقت میں تھا اور انصات کا حکم فرمانا کسی اور وقت میں تھا۔دفع تعارض کی یہی صورت ہو سکتی ہے حکم نماز کی روایات پہلے کی ہیں اور انصات کی روایات بعد کی ہیں۔لہذا انصات کی روایات ناسخ اور قابل عمل ہو نگی۔"قد رويت فى ذلک آثار عن جماعة منالمتقدمين[28]اس عبارت سے امام طحاوی نے حضرات صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت کا فتویٰ پیش کیا ہے کہ دورانِ خطبہ آنے والے کے لیے نفل کی نماز کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔اور اسی عمل کو صاحب کتاب نے دس افراد سے دس سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔اور اس سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔کہ دوران خطبہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

نظر طحاوی

"واماوجه النظرفانارائناهم لايختلفون كان في المسجد[29] امام طحاویؒ یہاں سے اپنی عبقی منہج کے مطابق " نظر " بیان فرمارہے ہیں۔ جب روایات دونوں طرح کی موجود ہیں تو نظر و فکر سے غور کرنا ضروری ہے تاکہ نظر و فکر جس کی تائید کرے اس کو ترجیح دی سکے۔ تو ہم نے دیکھا جو لوگ امام کے خطبہ شروع کرنے سے قبل مسجد میں موجود ہوں اُن کے لیے خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت کسی بھی نماز کے لیے وقت مشروع نہیں ہے۔ تو جس طرح پہلے سے موجود رہنے والے کے لیے وقت صلاۃ نہیں اسی طرح آنے والے کے لیے بھی وقت صلاۃ نہیں۔ لہذا کسی کے لیے اثناء خطبہ نماز پڑھنا مشروع نہ ہوگا۔[30] ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جس اوقات میں نماز ممنوع ہے۔ ان میں پہلے سے موجود اور اثناء خطبہ داخل ہونے والے سب برابر ہیں۔ المختصر اگر خطبہ موجودین کے لیے مانع صلاۃ ہے۔ تو داخلین کے لیے بھی مانع صلاۃ ہوگا۔ اور یہی ہمارے علماء ثلاثہ کا قول ہے "فهذاهووجه النظرفي ذالك وهو قول ابي حنيفةوابي يوسف ومحمدً۔

خلاصہ بحث

امام طحاوی کا طرز اسلوب و منہج ثبوت مسائل میں انتہائی محققانہ ہے اور احناف کے مسلک کو ثابت کرنے کے انہوں جس اصول یعنی " نظر طحاوی " کو متعارف کرایا ہے وہ فن حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے اس اسلوب سے قاری اور سامع دونوں مستفید ہوتے ہیں اور فقہ حنفی کے ثبوت میں جس باریک بینی سے وہ عقلی اور نقلی دلائل کو جمع کرتے ہیں اس سے احناف کے مسلک کو بہت زیادہ تقویت ملتی ہے۔ اس مقالہ کے اندر بھی ان نظائر کو جمع کر کے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ امام طحاوی ایک محدث کے ساتھ ایک فقیہہ بھی ہیں۔ اور مسلک احناف کے دفاع میں ان کا استدلالی منہج خدمات حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے جس نے فن حدیث میں ایک نئ جہت کو متعارف کروایا ہے۔

References

[1] Khair al-Din Zarkali, Ilam al-Qaamoos al-Tajram Lashhar Rijal wa Al-Nisa min al-Arab wa al-Mustaghribeen wa Umastriqeen, 3:199.
[2] Abdul Qadir Ibn Muhammad Ibn Muhammad Hanafi, Al-Jawahar Al-Mudhiyah, 1:27
[3] Muhammad Ibn Ahmad Ibn Uthman Dhahabi, Siyar A'lam al-Nubla, 15:27.
[4] Al-Sudani, Qasim bin Qatlub-Bagha.
[5] Al-Sudani, Qasim bin Qatlub-Bagha.
[6] Ibn Abd al-Barr Maliki, Comprehensive statement of knowledge and Wisdom (Kingdom of Saudi Arabi: Dar Ibn Al-Jawzi, 1414 AH), 2:894.
[7] Jalal al-Din Abu Bakr Suyuti, Hassan al-Muhaadhrah on the history of Egypt and Cairo.
[8] Dhahbi, Siyar A'lam al-Nubla ', 15:28.
[9] Al-Sudani, Qasim bin Qatlub-Bagha.
[10] Dhahbi, Muhammad ibn Ahmad ibn Uthman, Sir Ilam al-Nubla, 15/31, Al-Risalah Foundation, Beirut.
[11] Abu Ja'far Ahmad Ibn Muhammad Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:28.
[12] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:28
[13] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:28
[14] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:28
[15] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:28
[16] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, 1:29

[17] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:29
[18] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:18
[19] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:18
[20] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:18
[21] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:19
[22] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:19
[23] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:20
[24] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:251
[25] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:251
[26] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:251
[27] Qasmi, Shabbir Ahmad, "Idhah al-Tahawi, Sharh Ma'ani al-Athar,"
[28] Tahawi, Sharh Ma'ani al-Athar, I:251
[29] Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Athar, I:251
[30] Qasmi, Shabbir Ahmad, "Idhah Al-Tahawi, Sharh Maani Al-Athar"